ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بجہاد رقادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

... ہر حال مین پیشگی لی جایگی

جلد ۱۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۱ - جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۷ - محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ ہجرے للقدس | نمبر ۲

ترجمۃ القرآن

بگذار درد مثنوی شغل غزل شعر آن خود چہ چیزست اگر قرآن ناند

قرآن مجید کے ترجمہ کا سوال پہلی مرتبہ الحکم کے کالمون مین نہین اٹھایا گیا یہ صدا گنبد الحکم ہی کے کالمون مین اٹھکر رہ جاتی ہے۔ لیکن اسکے یہ معنی نہین ہین کہ الحکم کے ذریعہ ہی یہ آواز نہ اٹھائی جاوے۔ قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی جسقدر ضرورت ہے وہ ایک سے زیادہ مرتبہ زیر بحث آچکی ہے۔ صدیقی خلافت مین قرآن مجید کی جمع کا کام ایک خاص بزرگی اور عظمت رکھتا ہے اسی طرح پر خلیفۃ المہدی کے خلیفہ بلا فصل کے عہد خلافت مین قرآن مجید کا اردو ترجمہ شایع ہوجانا بہت ہی ضروری اور مفید چیز ہے۔ مین قرآن مجید کے درس کے نوٹون کو ۱۸۹۸ء مین شایع کرنیکی ضرورت محسوس کی اخباری کالمون مین اسکی گنجایش نہ پاکر تفسیر سورۂ بقرہ شایع کی جسکو جس نے پڑھا پسند کیا اس مین چھاپہ کی بعض غلطیوں کا رہجانا ناممکن امر نہ تہا۔ بعض دوست اب تک بھی اس کے محاسن کو چھوڑ کر ان غلطیون کا ذکر کرنا پسند کرتے ہین مگر مجھے خدا تعالے نے کچھ کرنیوالے آدمیونکا دل و دماغ دیا ہے۔ اس لئے مین نے اڑہائی پارون کی تفسیر شایع کردینا ہی خاص فضل سمجھا پھر تفسیر القرآن کی ضرورت کو صدر انجمن نے محسوس کیا۔ اور تعلیم الاسلام نام رسالہ کے ذریعہ اسے شایع کرنے کا تہیہ کیا دو تین سال کے اندر اسکا پہلا پارہ بھی ختم ہونہین نہین آتا۔ مین نے خلافت کے سلسلہ مین ترجمۃ القرآن شایع کرنا شروع کیا اور پھر میری اس تجویز پر معزز بدر نے بھی نوٹس شایع کرنیکا اہتمام کیا اور ایک خاص حصہ شایع کرنیکے وہ قابل ہوگیا۔ مین کسی ایک یا دوسرے کی نکتہ چینی کرنی نہین چاہتا۔ قرآن کریم کی خدمت جسقدر لوگ کرین اتنا ہی اچھا ہے۔ اور وہ کسی نہ کسی حد تک مفید ہی ہوگی میرے ترجمۃ القرآن پر قاضی اکمل صاحب نے بڑی محنت سے میری درخواست کے بعد ریویو کیا اور اسکی بعض نہایت ہی ادنیٰ غلطیون کی فہرست بنانیکی انہون نے قابل قدر تکلیف اٹھائی مین ان کی مہربانی کا شکر گزار ہون کہ کم ازکم اسی بہانے سے انہون نے میرے شایع کردہ ترجمہ کو پڑھ لیا۔ مین نے کبھی یہ دعویٰ نہین کیا کہ میرا شائع کردہ ترجمہ چھاپے کی غلطیون یا نقائص سے مبرا ہے اور نہ مینے اشتہاری غلطی کا اشتہار دیا اس مین غلطیان ہین ہونگی مین نے جس نیت سے اس کام کو کیا ہے وہ فقط یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کا ایک ایسا ترجمہ اپنے مسلمان بھائیون کے ہاتھ مین دیدون جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے موافق قرآن مجید کی عظمت و صداقت کو ظاہر کرنیوالا ہو اس کے لئے مین نے سعی کی ہے۔ کہ متن کے نیچے ترجمہ دیا ہے۔ اور حاشیہ مین تفسیری نوٹ دئے ہین۔

مین یہ کہنے کی جرأت کرتا ہون کہ یہ ترجمہ اور نوٹ کم ازکم اپنے اندر ایک بات ضرور رکھتے ہین کہ ان مین ان تمام اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو قرآن مجید پر کئے جاتے ہین مین اس سلسلہ مین پانچ پارے شائع کرچکا ہون جن کی مجموعی قیمت پانچ روپیہ ہے۔ چھٹا پارہ زیر طبع ہے۔ اگر ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے دلدادہ اور قرآن مجید سے محبت رکھنے والے بزرگ اسکی عام اشاعت کی تحریک کرین تو اسکی قیمت مین معقول رعایت ہوسکتی ہے۔ اگر ایکہزار خریدار ہوجائیں تو مین ۱۲ پارہ بھی کرسکتا ہون بہرحال یہ کام ضروری ہے۔ اور اس مین خریداری کے علاوہ اعانت بھی کرنی چاہئے ایسے لوگ جو قرآن مجید کی مفت اشاعت کے خواہشمند ہون انکے ساتھ خاص رعایت کیجائیگی۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیے!

مطبع انوار احمدیہ مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب مینجر و ایڈیٹر کے چھپ کر شایع ہوا۔

حضرت مسیح موعود و مغفور کے کلمات طیبات

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے۔ اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہے۔ اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلےٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں انکی طرف کان دہرو۔ اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔

قرآن شریف انجیل کی طرح تمہیں صرف یہ نہیں کہتا کہ کہ نامحرم عورتوں یا ایسوں کو جو عورتوں کی طرح محل شہوت ہو سکتی ہیں شہوت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ اس کی کامل تعلیم کا یہ منشا ہے کہ بغیر ضرورت نامحرم کی طرف نظر مت اٹھاؤ نہ شہوت سے نہ بغیر شہوت بلکہ چاہیئے کہ تو آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے تا کہ تیری دلی پاکیزگی میں کچھ فرق نہ آوے سو تم اپنے مولیٰ کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جس کا غضب ایکدم میں ہلاک کر سکتا ہے۔ قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ تو اپنے کانوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر ایک ناجائز ذکر سے۔

مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو۔ کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے اور ایک مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے اجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے۔ وہی تمہارے راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی انصاف سے مانع نہ ہو۔

باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزاسمہٗ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی اور ان حکموں کو اسنے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسے کہ استعدادیں بھی تین ہیں۔ اور وہ آیت کریمہ یہ ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو ظالم نہ بنو پس جیسا کہ درحقیقت بجز اسکے کوئی بھی پرستش کے لایق نہیں کوئی بھی محبت کے لایق نہیں کوئی بھی توکل کے لایق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت اور ربوبیت خاصہ کے ہر ایک حق اسی کا ہے۔ اسی طرح تم بھی اسکے ساتھ کسی کو اسکی پرستش میں اور اسکی محبت میں اور اسکی ربوبیت میں شریک مت کرو اگر تمنے اسقدر کر لیا تو یہ عدل ہے جسکی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اسکی عظمتوں کے ایسے قایل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متادب بن جاؤ اور اسکی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اسکی عظمت و جلال اور اسکے حسن لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اسکے ایتاءِ ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دور ہو جاوے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جاوے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت کرتا ہے۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع انسان سے متعلق ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو

اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بدی کے مقابل نیکی کرے اور اسکی آزار کی عوض میں اس کو راحت پہنچاوے اور مروت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے

پھر بعد اسکے ایتاءِ ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو جسقدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جسقدر بنی نوع کی خیر خواہی بجا لاوے اس سے کوئی کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش سے نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاق کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلایق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلےٰ درجہ پر نشو و نما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکر گزاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری اس کتاب میں درج ہیں باستثنا اس شخص کے کہ بعد اسکے خدا تعالیٰ اسکو رد کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جبتک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اسکو اپنا ایک عضو سمجھو لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے۔ یا وساوس حرکات مخالف عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے۔ اسکی پرواہ نہ کرو۔

چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو۔ اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بندگی تم میں قائم ہو اور اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلایل کا دیکھو تو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کیلئے سارے دکھ اٹھا لو۔ ولا تموتن الا و انتم مسلمون ٭

شہید کربلا

عشرہ محرم کے ایام اسلامی دنیا میں ایک لانظیر یادگار ہیں اور یہ مبارک یادگار ان زندہ جاوید شہدائے عظام کی ہے جنہوں نے میدان کربلا میں اپنی اولوالعزمی شجاعت اور حق پژوہی اور استقامت کا ثبوت اپنے خون سے دیا۔ جنہوں نے حقانیت اور استبازی کی حمایت میں اپنی گران بہا جانوں کا قربان کر دینا آسان اور بالکل آسان سمجھا اور رضائے الٰہی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد یقین کیا۔ اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اور قوت حق کو زیر نہیں کر سکتی بظاہر تلوار نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر انکی موت ایسی موت ہے کہ جس پر ہزار زندگی قربان کرنی چاہیے ؎

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

غرض شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یادگار تا ابد ان ایام میں قایم رہیگی اور سالوں اور صدیوں کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہیں سکتا۔ یہ موت کیسی شیرین اور مبارک ہے۔ جو حقیقی زندگی کا وارث بنا دے مگر

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ان دردناک واقعہ کے حالات اسوقت لکھنا میرا مقصد نہیں اور نہ یہ کسی قلم میں طاقت ہے کہ اس جانگداز واقعہ کو تمام و کمال قلمبند کر سکے۔ بلکہ میری غرض اس واقعہ سے چند سبق پیش کرنے ہے۔

مظلوم کربلا اور اسکے جان نثاروں پر جو کچھ ظلم و ستم ہوئے۔ اسمیں بے نظیر مصائب سے انکا مقابلہ ہوا۔ اور جس عدیم المثل استقلال کیساتھ اس نرغۂ مصائب کا مقابلہ کیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجودیکہ تیرہ صدیاں گزر گئی ہیں۔ مگر اس واقعہ کا اثر باشندگان روئے زمین کے دلوں پر ابھی ایسا ہی تازہ ہے کہ گویا کل کی بات ہے اور مسلمانوں میں اس واقعہ کی یاد تازہ رکھی جاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اسکی یادگار قائم رہے۔ مگر یادگار کے قائم کرنیکا جو طریق اختیار کیا گیا ہے۔

یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے مفید نہیں

میں تعزیہ داری اور مجالس عزا پر مفصل ریمارک اس مضمون میں نہیں کرتا کیونکہ میری دانست میں یہ ایک ایسا فعل ہے جسکو کبھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ دنیا کی تمام شریف اقوام میں شجاعت اور مردانگی کے قدردان موجود ہیں۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگار قائم کرتی ہیں۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو مفید ملک و قوم ہو۔

تعزیہ داری اور عزاداری پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یہ روپیہ کسی قومی کام میں صرف ہوتا تو حسینیہ یونیورسٹی قایم ہو سکتی ہے مگر اس قسم بلا سود دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال واقعہ کربلا سے بہت بڑا مفید سبق جو ہم لے سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ راہ حق میں ستائے جاتے ہیں اور راست گوئی اور حمایت حق میں جن لوگوں کو ایذائیں اور تکلیفیں پہونچائی جاتی ہیں جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقادی اور استقلال کیساتھ ان بلاؤں کا مقابلہ کر لیں اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ڈگمگائیں تو علاوہ ان اعلیٰ مدارج کے جو عالم روحانی میں انکو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی عالم ظاہری میں انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلوں میں ان کی ابدی یادگار قایم ہو جاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق میں نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ میں زندگی جاوید اور حیات ابد عطا ہوتی ہے۔

گر تو کیہان بیدی از بہر من
می دہم صد جان و جانانت کنم

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپکے جان نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمایش کیوقت دکھایا اسکی کیفیت الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑی سے بڑی انسانی طاقت بھی گر سکتی تھی۔ مگر ان کی ہمت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی مقام شہید کی حقیقت ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالےٰ کے حسن و جمال پر ہی شیفتہ اور قربان ہوتا ہے۔ گویا اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت سے اس مقام سے ہٹا نہیں سکتی۔

پس جب انسان حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور حق سمجھ لیتا ہے۔ تو پھر کسی کی ظاہری وجاہت اور رعب اسکو اس سے دور نہیں لے جا سکتا۔

شہید کربلا کی زندگی کا یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے۔ کہ انسان حق گوئی اور حق پژوہی کے لیے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے نیچے نہ آئے۔ اور کسی دنیوی خفیف اور آسایش کے لیے حق کو قربان کرنے کے واسطے آمادہ ہو۔ ہم حسین رضی اللہ عنہ مظلوم کی شان سے تمام مشتاق اور راحتوں حتی کہ جان تک دینے کیلئے تیار ہو جاوین مگر اپنا حق فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کے لیے تیار نہوں

دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتیں مختلف لباسوں میں ہمارے سامنے آتی ہیں اور رکھی جا سکتی ہیں مگر ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ ظاہری مدارج اور دنیوی آسایشیں اور ظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیاں بالکل موہوم اور خیالی ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھکر میدان حق گوئی میں اپنے جوہر دکھاتے ہیں اور حق پسندوں اور حقداروں کی حق شناسی کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہیں وہ دنیوی عہدوں اور منصبوں پر فدا ہیں وہ اپنے موقعہ اور وقت پر زیر دست حق پسندوں کو ستانے سے نہیں چوکتے۔ وہ یاد رکھیں کہ یوم آلحساب آنیوالا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتیں اور آسایشیں چیہو چند روزہ ہیں۔ اسی طرح انکے آلام و مصائب کی تھوڑی عمر ہے۔

میرے دوستو! مینے شہید کربلا کے واقعہ کو آپکے سامنے رکہا ہے! کیون اسلیئے کہ آپ اس سے سبق لین اسپر غور کرین کہ کس طرح راستی اور حق پسندی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے مگر

فاسق کے ہاتہہ پر ہاتہہ نہین رکہا

مین ان لوگوں سے ہرگز متفق نہین جو واقعہ کربلا کو پولٹیکل جنگ کہتے ہین یہ پولٹیکل جنگ نہین تہی اگر معاذ اللہ حضرت امام حسین کا فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شئے وہ قربان کرنیکے لیئے طیار نہ ہوتے۔ بلکہ بات یہی تہی۔ کہ انہوں نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتہہ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہین بلکہ یہ ایسی پاک روح کا حق ہے۔ جسکو خدا تعالےٰ نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویدار بہی ناپاک فطرت ہوکر بیعت لینا چاہے تو ایک مومن اور باخدا مسلمان اس کے ہاتہہ پر وہ بیعت نہین کرسکتا جو خلافت حقہ کے حقیقی حقدار کے ہاتہہ پر کیجاتی ہے۔

پس ہمین استقلال اور ہمت اور اخلاقی جرأت کو کبہی اور کسی حال مین ہاتہہ سے نہین دینا چاہیئے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے جایز اظہار سے کوئی زبردست ہاتہہ ہمین دکہہ دے۔ دے اسکی پرواہ نہین ہوسکتی۔ نقصان پہونچائے پہونچائے۔ یہ وہم مین نہین آنا چاہیئے۔ حقانیت سے سر نہین پہیرنا چاہیئے کیونکہ

یہی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفوں نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لے کر ہمارے شیعہ بہائیون کو ہمارے خلاف بہڑکانے کیلئے ہمپر الزام لگایا ہے۔ کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید کربلا کی عزت نہین کرتے یہ انکی زیادتی اور ہمپر اتہام ہے۔ ہمکو حضرت شہید کربلا کی عزت وتکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہین اور نہ انکی رضا یا نارضامندی ہمارا مطلوب۔ ہم انکو انکے طریق یادگار حسین رض مین سخت غلطی پر پاتے ہین۔ اور مذہبی اور دنیوی دونون پہلوؤن کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرتکب دیکہتے ہین۔

ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتوں کو سخت قابل ملامت پاتے ہین۔ اور اس کے اظہار سے ہم کبہی نہین رک سکتے۔ تو ایسی حالت مین یہ کبہی نہین ہوسکتا۔ کہ ہم حضرت شہید کربلا کی عزت وعظمت محض انکی خاطر روا رکہین ہم فی الحقیقت امام حسین رض کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لیئے قابل قدر نمونہ پاتے ہین اس کے متعلق۔ حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شایع کیا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکہا تہا۔

بالآخر مین پہر یہ ظاہر کرتا ہون کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شجاعت اور جرأت کی زندہ مثال ہے۔ اسلیئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور پہر عمل مین وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کربلا کو دیگئی تہی۔ آمین۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند

پرکاش مین گوروکل کانگڑی کے کسی طالب علم کا ایک مضمون چہاپا گیا تہا جس مین اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر حملہ کیا تہا مینے اس مضمون پر ایک مختصر سا نوٹ دیا تہا اور بتایا تہا کہ پنڈت دیانند صاحب اس قابل نہین کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو درکنار کسی اعلےٰ درجہ کے با اخلاق انسان کے مقابلہ مین بہی کہڑے کئے جائین۔ میرے اس قسم کے ریمارکس پر جو واقعات پر مبنی ہین پرکاش کا ایڈیٹر نعل در آتش ہوکر ۱۱ جنوری ۱۹۱۰ء کے پرکاش مین سخت جہنجہلایا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مسلمان اپنے مذہب پر اصولی اعتراض بہی نہین سن سکتے۔ یہہ پرکاش کے ایڈیٹر کی خوش نافہمی ہے۔ اصولی اعتراض تو وہ خود نہین سن سکتے ورنہ باوا لایا پنڈت دیانند صاحب کے کہنے پر اتنا نہ چڑہتے مین پہر کہتا ہون اور اس دعویٰ کے دلایل رکہتا ہون کہ پنڈت دیانند صاحب ایک عام شریف آدمی کے مقابل پر بہی اگر کہڑے ہوجاوین تو وہ گر جائینگے مثلاً پنڈت دیانند صاحب نے بتایا کہ اگر کسی کے اولاد نہ ہو تو وہ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے اب بتاؤ کہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین اسکا نمونہ کہاں ہے؟ یہ تب قابل تسلیم ہوتا۔ کہ وہ شادی کرتے اور ان کے ہان اولاد نہ ہوتی اور وہ پہر ایک مجمع کرکے نیوگ کراتے یا کم ازکم خود علانیہ طور پر انہون نے نیوگ کیا ہوتا یہ تو ان کی تعلیم اور ان پر عمل نہ ہونیکی ادنیٰ مثال ہے۔ ایسا ہی انہوں نے چار سو سال کی عمر کا نسخہ بتایا۔ مگر آپ اسکا پانچوان حصہ بہی پورا کرکے نہ دکہایا۔ علاوہ برین جس شخص کی زندگی کا بہت بڑا حصہ بالکل تاریکی مین ہو اور کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ اس کی زندگی ان ایام مین کیسی گذری۔ اسکے متعلق اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کا اظہار کرنا ایسا ہی ہے جیسے نیوگ کی اولاد کو اپنی اولاد تسلیم کرنا۔

مین اب بہی کہتا ہون اور اس دعوے کے دلایل رکہتا ہون۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا معیار بہت اونچا ہے۔ اس میرے ایک اصل مین پیش کرتا ہون آپنے اپنی لبرل قوم کے سامنے یہ دعویٰ کیا۔

قد لبثت فیکم عمرا افلا تعقلون

یعنی مین نے تمہارے درمیان اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ یعنے چالیس سال گزارے ہین اور تم میرے حالات سے واقف ہو پہر تم کیون نہین سوچتے یہ وہ تحدی ہے جو اپنی قوم مین اور قوم بہی عربوں جیسی آزاد قوم کے سامنے دعوے کے ساتہہ اپنی اعلیٰ درجہ کی زندگی بے لوث زندگی کے متعلق آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور وہ آپکے صدق اخلاص مامور اور متقی ہونے پر کوئی نکتہ چینی نہین کرسکی جو شخص گہر سے بہاگ کر نکلا ہو جو اپنی قلبی حالت سے ایسا لرزان ہو کہ اخیر عمر تک اپنے گہر کا اور والدین کا صحیح پتہ نہ دے سکا۔ کیاوہ اس تحدی کے مقابلہ کیلئے کہڑا کیاجاسکتا ہے۔ اگر پنڈت دیانند صاحب نے اپنی پاکیزہ فطرتی کا اس طرح پر اپنی قوم اور وطن مین اعلان کیا ہو۔ اور اسکی قوم اسپر حرف نہ رکہہ سکی ہو۔ تو پرکاش اور اسکے رفیق پیش کرین ہم غور کرینگے۔

انشاء اللہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی پر اجمالی نظر مین کسی وقت کرکے دکہاؤنگا۔ اسوقت شاید پرکاش کا ایڈیٹر انکو اصل صورت مین دیکہنے کے قابل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا اعتراف

...... کے جواب مین ظاہر کیا ہے کہ سر لوئی ڈین اس امر کو نظر انداز نہین کرسکتے کہ بہت سے حکام آریہ سماج کے خلاف رائے رکہتے ہین جناب والا یہی سمجہتے ہین کہ آریہ سماج ایک ایسی جماعت ہے جو اگر دانائی سے نہ چلائی گئی تو بہت کچہہ نقصان

آپکے دشمنونے بھی کہا ہے اسکے ثبوت مین یہ تحدی قرآن مجید مین اور تاریخ عرب موجود ہے پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا عزیز اندر عیسائیون کی رائیں پیش کرنیکا عادی ہے اور دراصل انکے معلومات کا ذریعہ بھی انکی ہی تحریرین ہین اسلیئے مین چند مشہور عیسائی صاحبان کی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انکے سامنے رکھتا ہون اگر انصاف دیانت اور راستبازی کوئی چیز ہے تو پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا بہی چاری غور کرے۔

ڈاکٹر اسپرنگر جیسا متعصب عیسائی اپنی کتاب لائف آف محمدؐ مطبوعہ ۱۸۵۱ء (الہ آباد) کے صفحہ ۹۹ پر لکھتا ہے "اسکے خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اور جبکو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا **ید قدرت** نظر آتا تھا اور غرش رعد اور آواز آب وطیور کے نغمہ حمد الٰہی مین خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلون اور پرانے شہرون کے کھنڈرون مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے"۔

جس قلب پر اللہ تعالےٰ کے جلال اور معرفت کی یہ تجلی ہو اور جو ہروقت اللہ تعالےٰ ہی کو دیکھتا ہو وہ کس عظیم الشان مقام عرفان پر ہوگا یہ ناظرین خود اندازہ کرلین۔

پھر پادری راڈویل صاحب جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ وہ اپنے دیباچہ مین آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر لکھتا ہے کہ "وہ ایک عجیب غریب نمونہ ہے۔ اس قوت وحیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے۔ اور جبکو خدا اور عاقبت پر شدت کیساتھ یقین ہوتا ہے۔ اور جو اپنی ذات کریم اور سیرۃ صداقت مشحون سے ہمیشہ ان لوگون مین شمار کیا جائیگا جنکو اپنے بنی نوع کے ایمان واخلاق اور تمام حیات دینوی پر ایسا اختیار کامل حاصل ہوتا ہے۔ جو بجز حقیقت مین کسی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے شخص کے کسی اور کو کبھی حاصل نہین ہوا اور نہ ہوسکتا ہے"

پھر سر ولیم میور سالخ دشمنِ اسلام اپنی کتاب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال اور جلالت شان کا ان الفاظ مین اعتراف کرتا ہے "اس عالم تنہائی ومصیبت مین وہ ایسے عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے ہین کہ کتب مقدسہ مین انکا عدیل ونظیر کوئی دکھائی نہین دیتا"

ایسی بہت سی رائیں ہم پیش کرسکتے ہین اور وہ بھی صرف اس لیے کہ مخالفین کی شہادت ایک اثر رکھتی ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بجائے خود ایسی اعلیٰ درجہ کی زندگی ہے۔ کہ اسکی نظیر نہین ملتی اور وہ ایسی صاف اور روشن ہے۔ کہ کسی دوسرے شخص کی زندگی مین وہ بات ہی نہین پائی جاتی۔

کیا یہ کم کمال ہے کہ آپکی ساری زندگی کے حالات محفوظ ہین۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جو آپنے کیا ہے۔ اس کے حالات محفوظ چلے آتے ہین اور پھر آپ کو وہ تمام اسباب میسر آئے۔ جو تکمیل اخلاق ونمونہ اخلاق کے لیئے ضروری تھے۔ پھر آپ کی حیرت انگیز کامیابی اور اس کے ذریعہ عرب کی حالت اخلاقی اور روحانی مین لانظیر تغیر ہے۔ جو صرف آپ کی عملی زندگی کا نتیجہ تھا۔

الغرض سرورِ عالم کی شان بلند ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا پنڈت دیانند صاحب کو مقابلہ کے لیئے پیش کرنا غلطی ہے۔ اگر پرکاش کا ایڈیٹر ایسا ہی خواہشمند ہے۔ تو وہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین مندرجہ ذیل نمونے دکھائیں۔

اوّل پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک وفادار شوہر کے

دوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک حاجتمند بیٹے کے

سوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک محسن باپ کے

ان ہرسہ امور کو مدنظر رکھکر جہاشہ کرشن یا انکا عزیز اندر یا ڈاکٹر جیرنجیو صاحب بشرطیکہ استغاثہ لائبل اور سوالات جرح سے انہین فرصت حاصل ہو پنڈت دیانند صاحب کی سوانح پر بحث کرلین جب وہ اس سے فارغ ہوجائینگے تو پھر میں اور پہلو پنڈت صاحب کی لائف کے پیش کرونگا پھر انہین خود ہی معلوم ہوجائے گا۔ کہ کیا انکی لائف ہمارے لیئے کوئی معیار اور نمونہ ہوسکتی ہے۔ وہ سردست مقابلہ کی بحث کو تو الگ رکھین پبلک ہی مین انکا نقشہ کھینچ کر دکھائین۔

مختصر نوٹ

فلسفہ اشراقین کی تائید

اشراقین کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ملک مین رہکر دوسرے ملک مین اپنے شاگردونکو تعلیم دے سکتے تھے۔ اس قسم کے امور کو بلا سوچے سمجھے سائنس یا عقل کے خلاف کہدیا جاتا ہے مگر جون جون سائنس کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ انکی صداقت پر روشنی پڑرہی ہے۔ ولایت میں ایک آلہ ایجاد ہوا ہے۔ کہ اسکی مدد سے ایک شخص دوسرے آدمی سے اگر درمیان مین حجاب اور روک ہو بلا واسطہ غیر بات چیت کرسکتا ہے۔ موجد کا بیان ہے کہ وہ اسکو بہت جلد بے تار کی تار برقی کی طرح عام کردیگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ نے ایکمرتبہ میرے سامنے **بابو محکم دین** صاحب امرتسری کو فرمایا تھا کہ مین یہان قادیان مین بھی امرتسر مین تمہین بروزنہ توجہ دے سکتا ہون اگرچہ اسکی مزید توضیح آپنے نہین فرمائی اور نہ بابو صاحب نے اسوقت اپنی مصلحت یا بوجہ ادب کچھ اور کہا تاہم اس سے اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ روحانیت مین یہ سلسلہ ہے ضرور بہرحال سائنس کی بلند پروازی اسلام کی صداقت کی موید ہے۔

مذہبی تعلیم کی ضرورت

معزز معاصر نیر اعظم کی اس رائے سے مین شرح صدر سے متفق ہون کہ اسوقت چونکہ ہندوستان کے جملہ مذاہب بیدار ہین۔ اور وہ نہ صرف مدافعت ہی مین سرگرم ہین بلکہ انکی حفاظت اور حفاظت کے ساتھ اشاعت مین بھی مصروف ہین اسلئے مسلمانون مین مذہبی بیداری کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور غیر مذاہب کے اعتراضون کے جوابات دینے کی طرف توجہ ہو تو کہ لوگ متزلزل نہ ہون اور ہر شہر مین ایسی تحریکون کی ضرورت ہے اور ہم معاصر مذکور تعلیمیافتہ لوگونکو اور مسلمانون کی تمام انجمنون کو اس طرف متوجہ کرتا ہے بیشک اس امر پر توجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے مین تو یہی پسند کرتا ہون کہ مذہبی

کانفرنسوں پر ریمارک

نمبر (۲)

مینے گذشتہ اشاعت میں سوشل کانفرنس اور ہندو زنانہ کانفرنس کے متعلق مختصراً کچھ لکھا تھا اسی سلسلہ میں اس امر کے اظہار کی مجھے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ہندو مستورات کی یہ کوشش اور سعی بہرحال قابل قدر ہے ہندو عورتوں میں بیداری اور زندگی کے حس کا پیدا ہونا کوئی ایسی چیز نہیں جسکو ہم غور کئے بغیر چھوڑ دیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسنے عورتوں اور مردوں کو حصول تعلیم کی یکساں ترغیب دی ہے۔

العلم فریضة لکل مسلم ومسلمة

مگر برخلاف اسکے مسلمانوں میں زنانہ تعلیم اسطرح زبون حالت میں ہے جسطرح پر مسلمانوں کی عام تعلیمی حالت ہے ہندو مستورات کی کانفرنس جو تجاویز پاس کرتی ہے وہ سب کی سب عورتوں کی تعلیم۔ بچپن کی شادی گھر کا اثر اتفاق اور پردے کے رواج سکولوں کے اجرا اور زنانہ انجمنوں کے انعقاد کے مقاصد پر مبنی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو عورتیں اپنی تعلیمی سلسلہ میں کسقدر ترقی کر گئی ہیں برخلاف اسکے لاہور میں ایک مسلمان خواتین کی بھی مجلس ہے اور اسکے اغراض میں سب سے اہم جو بات میرے علم میں آئی یا پبلک ہوئی ہے وہ اُردو کی حمایت ہے۔ اس سے ان بیگمات کے مذاق کا اندازہ ہو سکتا ہے ممکن ہے میرے مسلمان بھائی میری اس صاف گوئی سے گھبرائیں مگر میں کیا کروں مجھے امر حق کے لئے قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے کیونکہ

قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

اُردو کی حمایت۔ بجائے خود ایک اچھی چیز سہی لیکن سوال یہ ہے کہ عورتوں کے اخلاق انکی خانہ داری انکی مذہبی فرائض بچوں کی تربیت پر اسکا کیا اثر پڑیگا؟ اُردو کی حمایت کیلئے ان خواتین کو شاید شعرائے اہل زبان کے دواوین اور تالیفات کی تلاش رہیگی۔ اور زبان کے چٹخاروں تک انکی سعی اور ہمت محدود ہو گی اگر انجمنوں کے انعقاد سے مسلمان بچوں میں مذہبی روح اور تہذیب کی عملی زندگی پیدا کرنا مقصد خاص ہو تو اسکے ضمن میں اُردو کی بھی حمایت ہو تو کیا اچھا ہو اصل غرض کو چھوڑ کر اور باتوں کی طرف چلے جانا شاید یہ مناسب اور موزوں نہیں۔ مسلمانوں کی خواتین کی کانفرنس میں اسبات کیطرف عدم توجہی سخت افسوس کے قابل ہے اس میں تعلیم یافتہ اور قابل آدمیوں کی بہو بیٹیاں شریک ہیں مگر انمیں موجودہ مغربی تہذیب اور سوسائٹیوں کے فیشن کا اثر پایا جاتا ہے بہتر ہے یہ انجمن مستورات کی تعلیم ترقی کے لئے عمدہ اور مناسب تدابیر اور انکیلئے بہتر نصاب تعلیم تجویز کرنیکی طرف توجہ کرے تو بہت ہی مفید ثابت ہو۔

لاہور میں بزم اُردو نام کی بھی ایک انجمن ہے مسلمانوں کی اور شاید اسی مقصد کیلئے دو ہیں۔ مگر عربی زبان کی ترویج کے لئے ایک بھی نہیں۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف توجہ کرنا مجھے تو خوش کن نہیں معلوم ہوتا۔ بہرحال یہ انجمنیں بتا رہی ہیں کہ ہندو قوم میں قومی ہمدردی کی روح کام کر رہی ہے انکے ہاں چونکہ ترقی کا اصل مادہ پرستی ہی ہے اسلئے وہ لوگ اگر اسطرف نہ جائیں تو کدھر جائیں لیکن مسلمانوں کی تمام ترقیوں کی جڑ مذہبی پابندی ہے اسلئے مسلمانوں کی مجالس کا مقصد اعظم پابندی مذہب ہونا چاہیئے مگر وہ دونوں طرف سے غافل ہیں۔ اس ریمارک کے بعد اب میں

برہمن کانفرنس

کے متعلق ناظرین الحکم کو کچھ علم دینا چاہتا ہوں۔ لاہور میں پہلی مرتبہ کل ہندوستان کے برہمنوں کی کانفرنس کا اجلاس ہوا اسکے میر مجلس مہاراجہ صاحب دربنگہ ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے انمیں برہمنوں کو اپنے مذہبی فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی اور سنسکرت کتابوں کی حفاظت اور ایک کتب خانہ قائم کرنیکا انتظام کیا گیا۔ برہمنوں کو خیرات وغیرہ لینے سے منع کیا گیا تاکہ وہ اپنی عزت و وقار کو قائم رکھ سکیں۔

ان تجاویز سے برہمن کانفرنس کی اولوالعزمی اور تعلیمی اور مذہبی دلچسپی کا پتہ لگتا ہے اگر ہمارے ملایان قوم بھی ان تجاویز سے فائدہ اُٹھا سکیں تو بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔ عمدہ بات اور حکمت مومن ہی کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے جہاں سے ملے لینا چاہیئے۔ اسطرح برہمن کانفرنس کی کارروائی ہر طرح سے برہمن قوم کی بیداری کو ظاہر کرتی ہے۔

ٹمپرنس کانفرنس

کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے بعد ٹمپرنس کانفرنس کی غرض اور مقصود ہندوستان میں مسکرات کے رواج کو کم نہیں بلکہ مفقود کرنا ہے اجلاس اسکا ۳۰ دسمبر کو ہوا۔ ٹمپرنس کانفرنس کے مقاصد سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ ہمدردی ہونی چاہیئے کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جو ہر قسم کے مسکرات کو حرام ٹھیراتا ہے میری غرض اس تحریر سے یہ نہیں کہ دوسرے مذاہب میں مسکرات کی ممانعت نہیں بلکہ مجھے صرف اسلام کا ٹمپرنسی پہلو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ ہندو مذہب میں شراب نہ صرف جائز بلکہ اسے دیوتاؤں کی خوراک کہا جاتا ہے اور بعض دیوتاؤں کے خاص خاص نشے بھی ہیں لیکن بااین جب ہندو قوم ٹمپرنسی کاز کے لئے کوشش کر رہی ہے تو مسلمانوں کا تو فرض اولی ہے کہ وہ ایسے کاموں کی تائید کریں۔ دنیا میں جس قسم کی اصلاح بھی ہو وہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ریاست کوبھا پور مین شاہی مسجد ضبط کر لی گئی

ریاست کوبھا پور میں مہاراجہ صاحب نے ایک شاہی مسجد کو جسکے ساتھ پون لاکھ سالانہ کی جاگیر ہے ضبط کرلیا ہے بعد اسکے میناروں کو تڑوا کر اسپر ایک کوٹھی بنالی ہے مسلمانان کوبھاپور نے اس مسجد کو واگذار کرانے کیلئے بہت کوشش کی اور اس زمانہ کے وائسرائے لارڈ کرزن کو عرضیاں بھی دین مگر کامیابی نہوئی اور مقدمات کا سلسلہ چلا پولٹیکل ایجنٹ صاحب نے دو سال سے زاید عرصہ ہوا مسجد کا قفل کھلوا کر تحقیقات کی۔ مگر ابھی تک کوئی نتیجہ قابل اطمینان نہین نکلا۔ یہ مسجد عادلشاہ نام نے بنوائی تھی۔ جو شاہان بیجاپور میں سے ایک تھا۔ ایک شاہی مسجد کی یہہ بے حرمتی اور تذلیل مسلمانوں کیلئے سخت دکھہ دہ ہے اور کل مسلمان اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین پچھلے دنون جب یہہ شکایت پبلک ہوئی تو بعض آریہ اخبارات نے مہاراجہ صاحب کی بے تعصبی میں اس امر کا بھی ذکر کیا تھا۔ کہ انہون نے قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان مین کرانیکا اہتمام کیا ہے۔ اس ترجمہ کے متعلق جو ایک ایم۔ اے ہندو صاحب کے سپرد ہوا ہے میں ایک عرصہ سے خط وکتابت کر رہا ہوں اور اسکا نتیجہ انشاءاللہ مع خط وکتابت کے جلد پبلک کرونگا جس سے ناظرین الحکم کو اندازہ کرنے کا موقعہ ملیگا۔ کہ انکا خادم اپنے فرض کو ضرورت کے وقت کسطرح محسوس کرتا ہے مہاراجہ صاحب کا یہہ تصرف بیجا ایک والی ریاست کی حیثیت سے نہایت ملامت کے قابل ہے۔ قطع نظر اسکے کہ انکی مسلمان رعایا کی اس سے مذہبی دل آزاری ہوتی تھی۔ ایک قدیم شاہی عمارت کو اسی صورت میں قایم رکھنا بھی انکی شان ریاست کا مقتضی تھا میری دانست میں کل مسلمان اخبارات کو ایسے معاملات پر متفقہ آواز اٹھانے کی ضرورت ہے اور افسوس ہے کہ وہ اپنے فرض کو بھول جاتے ہین میں معزز ہم عصر پیسہ اخبار کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو اس معاملہ میں ضروری نوٹس لینا چاہیئے۔

کیا عجب لارڈ منٹو کی گورنمنٹ مسلمانان کوبھا پور پر خصوصاً اور مسلمانان ہند پر عموماً یہ احسان کر سکے۔ کہ وہ اس معاملہ میں مناسب دخل دیکر مسجد مذکور مسلمانوں کو دلاوین۔ جب کہ خود گورنمنٹ نے ایسی مساجد شاہی کو مختلف مقامات پر واگذار کر دیا ہے۔

آریہ سماج کی بدزبانی پر اندرونی شہادت

الحکم میں متعدد مرتبہ آریہ سماج کے لیڈروں کے اس اعتراف کو شائع کیا گیا ہے کہ آریہ سماج کے اپدیشک (واعظ) اور مصنف مخالفین مذہب کے ہادیوں اور بزرگوں کی نسبت جو زبان استعمال کرتے ہین۔ وہ سخت قابل اعتراض اور قابل نفرت ہے ویدک میگزین میں ایک آریہ نے پچھلے دنوں صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ صرف مخالفین ہی ہمیں ہدف اعتراضات نہیں بناتے بلکہ بہت سے احباب بھی ہمیں قابل ملامت سمجھتے اور غیر متحمل اور گستاخ و بے ادب بتاتے ہین مخالفین کی مذہب کی نسبت جو زبان ہم استعمال کرتے ہین وہ کسی طرح بھی مستحسن نہین۔ ہم ہر شخص اور ہر ایک آدمی سے شمشیر زنی پر آمادہ ہین ہمارے گروہ میں ایسی مثالین شاذ نہیں کہ محض ایک لڑکا جسنے ابھی ہوش نہیں سنبھالا۔ اور نہ ہنوز مذہبی مسئلوں ہی سے اچھی طرح واقف ہوا ہے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کی نسبت کچھ نہیں جانتا اہل عالم کی طبائع کے مالکوں مثلاً کرشن۔ بدھ۔ حضرت مسیح وغیرہم کی شان میں ناشائستہ کلمات کے استعمال پر دلیر پایا جاتا ہے۔ ہمارے اخبارات صرف ان لوگوں ہی پر سب وشتم نہیں کرتے جو ہم سے مذہبی معاملات میں اختلاف رکھتے ہیں بلکہ انگریز بہت سی ہمارے بہترین ہمنواہوں اور دوستوں کی بھی جو بہت تکلیف و راحت میں ساتھ دیتے ہین۔ اور ہمارے لئے اور ہمارے اغراض کیلئے مردانہ وار لڑتے رہے ہیں بری طرح گت بنائی جاتی ہے"۔ اسیطرح پر اس صاف گو آریہ نے اپنے لیکچرروں اور واعظوں اور اپنے لٹریچر پر تنقید کی ہے جسکو میں توتا تمام مکمل چھاپ دینے کا ارادہ رکھتا ہون۔ اس رائے کو پڑھ لینے کے بعد معلوم نہیں آریہ اخبار پرکاش کیا کہیگا؟ گوروکل کانگڑی کے برہمچاری اندر کے مضمون پر دیانند کی میگزین کے نامہ نگار کی رائے کو چسپان کر کے دیکھیں اور بتائیے کہ دونوں میں کون سچا ہے پرکاش یا ویدک میگزین کا مضمون نگار۔

آریہ سماج کی یہہ بدگوئی اور معاندانہ نکتہ چینی سخت قابل افسوس ہے۔ اور اسپر بھی وہ دوسروں کو الزام دیتا ہے۔ کہ ایسے برے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے ایسی شکایت سراسر فضول ہے۔ میں یا میرے ہم خیال ہم عصر آریہ سماج کو اسکے اصل ڈھنگ و روپ میں ظاہر کرنے کیلئے ملزم تو ہو سکتے ہین۔ اگر یہ کوئی الزام ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ اسکی تصویر بگاڑنے والے ہم نہیں ہیں بلکہ جو سچ پوچھو تو آریہ سماج کی جو تصویر ہم نے لی ہے وہ وہی ہے۔ جو بعض انصاف پسند آریوں نے خود کھینچی ہے آریہ اخبارات اپنے گھر کی ان باتوں کو پڑھکر شرمائیں اور اپنا رویہ بدلیں۔ یاد رکھیں کہ گالیاں دینا کوئی مذہب نہیں ہو سکتا۔

الحق کا خیر مقدم

حق پرستوں اور حق کے دلداروں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ الحق کا خیر مقدم کریں۔ اس لئے میں الحق کا ایک ادنیٰ خادم ہونیکی حیثیت سے اسکا خیر مقدم نکروں تو یہہ سخت فرد گذاشت ہے نئے سال کے برکات میں سے الحق کا دہلی سے اجرا ہے۔ یہہ وہی الحق ہے جسکا فاروق کے نام سے اعلان ہوا اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد و ہدایت سے اسکا نام الحق رکھا گیا۔ الحق کے اجرا کا میں ہی محرک اور موید تھا اس لئے سب سے زیادہ خوشی مجھے اسکے اجرا سے ہے جسکو میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب احمدی مشہور مناظر نے شائع کیا ہے۔ الحق کے مقاصد مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جوابات کو نہایت متانت اور شائستگی سے دینا اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا اور گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا عام اظہار

ہیں خصوصیت سے دیانندی صاحبان کے طلسم کو توڑنا انکا زبردست کام ہے یہہ پرچہ نہایت قابل ہاتھوں میں ہے۔ میر قاسم علی صاحب احمدی کو مجھے معروف کرانے کی ضرورت نہیں الحکم میں انکے متعدد اور مطول مضامین چھپ چکے ہیں۔ اور امیٹھی اور منصوری کے مباحثات کیوجہ سے وہ خصوصاً معروف ہیں۔ انہوں نے اپنی ملازمت کو خدمت اسلام کیلئے نثار کیا ہے اور ایک جوش اور تڑپ اس کام کیلئے رکھتے ہیں۔ پس الحق ایسے ہاتھوں میں انشاء اللہ العزیز پوری قابلیت سے ظاہر ہوگا۔ احباب کا فرض ہے کہ اس اخبار کی خریداری اپنے لیئے لازم سمجھیں اور قیمت بھی صرف ۱۲؍ سالانہ ہے۔ جو ایک ہفتہ وار اخبار کیلئے بہت ارزان ہے۔ میں الحق کی ہر طرح سے کامیابی کیلئے متمنی ہوں اور اس دن کے دیکھنے کا بدل آرزومند جبکہ اسکا موٹو پورے جلال کے ساتھ ظاہر ہو جاوے کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ الحق کے لیئے دہلی پرانی پھول منڈی میر قاسم علی صاحب احمدی کے نام درخواست ہو۔

ایک آریہ اپدیشک کی کھلی چٹھی

بٹالہ کے رہنے والے ایک آریہ اپدیشک نے مسلمان واعظین اور ایڈیٹران اخبارات کے نام ایک کھلی چٹھی جسکو دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کو گالیاں دینیکی دہمکی کہنا چاہیئے شایع کی ہے۔ اس چٹھی میں انہوں نے اپنے صبر اور برداشت کی آپ ہی تعریف کر کے بتایا ہے۔ کہ وہ اپنی قلم کو جنبش دینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اور وہ بتائینگے کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے کیسے خیرخواہ ہیں۔ اور مستقبل میں کیسے ثابت ہونگے اور در پردہ وہ کس بات کے خواہشمند ہیں۔ اور یہ کہ وہ قرآن کا شیرازہ توڑنے کو قلم اٹھائینگے،،

اس دہمکی کی میرے نزدیک ایک تنکے برابر بھی وقعت نہیں۔ جو شخص لیکھرام مقتول کو اپنا پیشوا یا استاد تسلیم کر کے گالیاں دینے کیلئے میدان میں نکلنا چاہے اسکو کریڈٹ دینا آریہ ساجوں کا تو کام ہوسکتا ہے تاکہ ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کی تائید ہو۔ جو دوسری جگہ درج کیگئی ہے۔ اگر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کو ایسے اپدیشک ملے ہوئے ہیں۔ جو اپنی گالیوں اور بدزبانیوں پر فخر کر سکتے ہیں تو اسے مبارک مگر میں آریہ پرتی ندہی سبھا کے اس اپدیشک کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ فرض کر وا نیے چو ہڑوں چماروں سے بھی بڑھ کر غلیظ گالیاں مسلمانوں کو دیدیں اور انہیں یہہ بھی کہدیا کہ وہ گورنمنٹ کے بدخواہ ہیں باغی ہیں حکومت لینا چاہتے ہیں۔ چنان اور چنیں ہے تو اس سے وہ الزامات جو واقعات کی بنا پر انپر لگے ہوئے ہیں کیسے دور ہونگے؟ بلکہ ثابت ہو جائیگا کہ بیشک یہ بدزبانی اور بدگوئی میں ماہر ہیں۔ آریہ پرتی ندہی سبھا اپنی ذمہ داری کو پہلے سے سمجھ لے کہ گالیاں دینے والے اپدیشک کی تحریریں کیوں اسکی تحریریں نہ سمجھی جائینگی۔ اور کیوں یہ قرار نہیں دیا جائیگا۔ کہ آریہ پرتی ندہی نے اسکو گالیاں دینے کیلئے ایجنٹ مقرر کیا ہے۔ جو مذہب حقائق اور معارف پیش کرنے کی بجائے گالیاں دینے میں طاق کرتا ہے۔ اور جو اپنی بریت اس میں سمجھتا ہے کہ دوسروں پر الزام کھڑا کر دے وہ بالکل موت کے مونہہ میں ہے۔ اسلئے آریوں کو اس اپدیشک کی چٹھی پر ملامت کا ووٹ پاس کرنا چاہیئے یا اپنے مذہب کی موت پر نوحہ کرنا چاہیئے۔

آخر میں آریہ ہیر کے گرم خون سے متاثر آریہ اپدیشک کو معلوم رہنا چاہیئے۔ کہ مسلمان واعظ اور مسلمان اخبارات ایسی لغو باتوں کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ باطل کے پرستاروں نے پہلے کیا کیا جو وہ اب کچھ کر دکھائیں گے۔ حق کے مقابلہ میں باطل بامراد نہیں ہوسکتا۔ باطل کے فرزندوں نے اپنے اگلے پچھلوں کو ساتھ لیکر ہمیشہ حق کا مقابلہ کیا ہے۔ مگر آخر کامیابی کا زرین تاج حق ہی کے سر پر رکھا گیا ہے یہہ ابدی صداقت ہے جو کبھی اور کسی زمانہ میں ٹل نہیں سکتی۔ آریہ اپدیشک ضرور قلم اٹھائے اور اس صداقت کو آزما دیکھے آخر وہ حق اور باطل کی پرانی تاریخ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

قرآن مجید کا شیرازہ توڑنے کیلئے تیرہ صدیوں کے اندر بہتوں نے بے شرمی اور بے حیائی کیساتھ بیڑا اٹھایا مگر قرآن مجید اسی طرح درخشاں ہے۔ اور ان تاریکی کے فرزندوں کو کوئی بھی نہیں جانتا۔ جنہوں نے اس نور کو بجھانے کیلئے پھونکیں ماریں اور آخر خود ہی جلکر ہلاک ہوگئے اور اسکی صداقت پہ مہر کر گئے۔

فتنہ ارتداد اور مسلمان راجپوتوں کا فرض۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو تحریک کی گئی تھی اسکے متعلق سب سے پہلی آواز جو احمدی راجپوتوں میں سے تائید کیلئے اٹھی ہے وہ ہمارے مکرم و مخلص بھائی چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی شلخواں محکمہ سب جج بہادر سیالکوٹ کی ہے۔ چوہدری صاحب سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لیئے ایک جوش اور اخلاص رکھتے ہیں انہوں اس تحریک پر ایک پُر درد نامہ لکھتا ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی راجپوت قوم کے ایک قابل قدر رکن ہیں۔ اس دردنامہ میں اپنی قوم کی مذہبی حالت کا دردناک نقشہ انہوں نے کھینچ کر بتایا ہے۔ کسطرح یہہ بہادر اور سخن پرور قوم باوجود مسلمان ہونے کے گری ہوئی ہے۔ میں انکے دردنامہ کو شایع کرنے کے لیئے پھر گنجائش نکال سکونگا سردست میں نے یہہ ضروری سمجھا کہ اس تحریک کو زندہ اور جاری رکھنے کے لئے اس مختصر نوٹ پر اکتفا کروں۔

چوہدری مولا بخش صاحب نے اس تحریک میں ہر طرح سے حصہ لینے کی مستعدی ظاہر کی ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہتے ہیں۔ انہوں نے محرکین تجویز بالا کی خدمت میں نہایت موثر الفاظ میں اپیل کی ہے کہ قول مردان جان دارد کے مشہور مقولہ پر عمل کر کے اور اپنی راجپوتی آن کو قایم رکھنے کیلئے اس بابرکت تحریک کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کریں ایسا نہو کہ صرف اخبارات ہی میں یہہ صدا الیٰ گر رہ جاوے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر ہم راجپوتوں کے لئے یہ امر نہایت [illegible]

مبارکباد نہایت مسرت سے سلسلہ عالیہ کے مخلص اور پرجوش خادم اپنے مکرم بھائی میان رحمت اللہ صاحب سکریٹری انجمن احمدیہ بنگہ کو مبارکباد دیتا ہون - ۱۴ جنوری سنہ ۱۱ء کو خدا تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا اللہ تعالےٰ اُسے والدین کیلئے قرۃ العین بنائے اور اپنے رضا میں نافع الناس اور خادم دین بنائے اور درازی عمر عطا فرمائے آمین

سالانہ کھیلونکا مقابلہ

سال کے بعد کل ضلع کے ہائی سکولوں اور مڈل سکولوں کے طلبا کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے مقابلہ کیلئے جمع ہوتے ہیں اس سال یہ مقابلہ گورداسپور میں ہوا۔

جہاں ضلع گورداسپور کے کل ہائی سکول اور مڈل سکولوں کے طلبہ اکھٹے ہوئے تھے۔ ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء بھی شریک ہوئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اجراء کی غرض و غایت تو طلبا میں مذہبی اور اخلاقی عملی روح پیدا کرنا ہے کیونکہ یہی ایک قوت ہے جسکے زائل ہو جانے کی وجہ سے قومی ادبار حملہ کر رہا ہے۔ محض تعلیمی قابلیت گو بجائے خود ایک عمدہ چیز ہے مگر مذہبی روح کے بغیر وہ بڑی حکمت عملیوں اور چالاکیوں کا ذریعہ ہو سکتی ہے اسلئے کہ اسکے حاصل کرنیکے لئے **تقویٰ اور طہارت** کی کوئی شرط نہیں برخلاف اسکے **مذہبی ترقی** کی روح ہی **تقویٰ اور طہارت** ہے اسی ایک جزو اعظم کے نہ ہونے کیوجہ سے آج تعلیم یافتہ جماعتوں میں **بے چینی** پیدا ہو رہی ہے اور آزادی خیال و خود غرضی کی رو چل رہی ہے - نوجوانوں میں ایسے خیالات پیدا کئے جا رہے ہیں یا پیدا ہو رہے ہیں جو تعلیمی ترقی کے چہرہ پر **کلنک کا ٹیکا** سمجھے جاتے ہیں۔ ایسی ہی ضرورتوں کی بنا پر تعلیم الاسلام ہائی سکول کھولا گیا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنا کام کر رہا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے میں وہ بہت بڑی حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے۔ باوجود اس غرض کے وہ مذہبی اور جسمانی ترقی میں بھی کسی ہم عصر سکول سے پیچھے نہیں۔ ذہنی قابلیت کیلئے سالانہ امتحانوں کے نتیجے بہترین نمونہ ہیں اور جسمانی ترقی کیلئے سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کے نتائج پتہ دے رہے ہیں اس دفعہ کے مقابلہ میں قادیان سکول نے کل ضلع کے انعام کا نصف حاصل کیا -

اور نہ صرف انعام حاصل کیا بلکہ گورداسپور کی عام پبلک کی تعریف بھی حاصل کی۔ بالاتفاق قادیان سکول کے طلباء کی اخلاقی تربیت اور لڑکوں کی **سادہ زندگی کا** اعتراف کیا گیا کسی مقابلہ میں جیت جانیکے بعد ان لڑکوں میں کسی قسم کی نمایش اور تکلف اور غرور نہ پایا جاتا تھا انھوں نے کھیلوں میں اپنے مدمقابل کو کبھی کسی قسم کا اخلاقی یا جسمانی دُکھ دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک موقعہ پر گورداسپور سکول کے طلباء کی ایک خطرناک اخلاقی کمزوری پر جس بردباری اور صبر کا نمونہ ہمارے طلباء نے دکھایا اسنے گورداسپور کی پبلک کو حیران کر دیا اور اسکا ایسا اچھا اثر پڑا کہ سکول مذکور کے ذمہ وار افیسروں کی طرف سے عذر کیا گیا جسپر ہم شرح صدر سے انہیں معاف کرنیکی توفیق پا سکے۔ اپنی غلطی اور کمزوری کا اعتراف سب سے بڑی اخلاقی قوت ہے اس لحاظ سے گورداسپور سکول کی طرف سے جیسی اخلاقی کمزوری ظاہر ہوئی اسی طرح اُنہوں نے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا۔

سالانہ ٹورنے منٹ کی انتظامی کمیٹی میں کسی مسلمان کا نہ ہونا ایک افسوسناک امر ہے جسکے لئے مجھے امید کرنی چاہیئے کہ آئندہ اس قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا جائیگا۔ اس موقعہ پر امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے قابل قدر کام کیا جسنے اپنے لیکچروں اور میجک لالٹین کے ذریعہ مسکرات سے پرہیز کرنے کی ہدایات طلباء کو دیں ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کا یہ کام نہایت قدر کے قابل ہے میں نے گورداسپور کے ایک معزز رکن پنڈت ٹھاکر مل صاحب کو توجہ دلائی ہے کہ وہ ضرور سکول گورداسپور کے پاس سے شراب کی دوکان اُٹھانے کی سعی کریں -

میں اس ٹورنے منٹ کے تفصیلی حالات نہیں دے سکتا۔ گورنمنٹ سکول کی ٹیم کی طرف سے طلباء آمدہ بیرونجات کو ایک پارٹی دی گئی اور مسلمان بورڈرز گورنمنٹ سکول نے بھی اسلامی اخوت کے لحاظ سے ہمارے طالب علموں کو ایک پارٹی دی۔ اول الذکر پارٹی کی تقریب پر تعلیم الاسلام قادیان کی ٹیم کیطرف سے ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر مینیجر ورزش نے طلباء کو ایک قیمتی نصیحت کی کہ وہ آجکل کے **سڈیشن اور انارکزم** کے خیالات اور لٹریچر سے پرہیز کریں اور گورنمنٹ کی وفاداری کا انہیں سبق دیا جو مدرسہ تعلیم الاسلام کا موٹو ہے۔ بہرحال یہ تقریب نہایت کامیابی کی قسم ہوگی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا ایک خاص جلسہ کیا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اپنے ہاتھ سے کامیاب طلباء کو انعام دیا۔ اور مناسب موقعہ تقریر فرمائی۔ اس موقعہ پر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے انعامی تحریک کرتے ہوئے ان کامیاب طلباء کے لئے اپنے شائع کردہ ترجمۃ القرآن کا ایک ایک سٹ پانچ پانچ پونڈ کا دینے کا اعلان کیا بہرحال یہ جلسہ خوبی سے ختم ہوا۔ آخر میں میں ماسٹر **عبدالرحیم** صاحب کی توجہ کیلئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں کہ انھوں نے طلباء کی جسمانی تربیت کے لئے اپنے وقت کا حصہ دیا ہوا ہے وہ ایسے کاموں کیلئے ایک موزون اور بہتر اُستاد ہیں مجھے امید ہے کہ صدر انجمن ماسٹر مامون خان صاحب ورزش ماسٹر اور ماسٹر عبدالرحیم کی خدمات کا خصوصیت سے لحاظ کریگی۔ میں نے عمداً احتراز کیا ہے کہ ان طلباء کا جداگانہ ذکر کروں جنھوں نے انعامات حاصل کئے کیونکہ اتنے لمبے مضمون کیلئے گنجائش نہیں نکال سکتا آخر میں میں مدرسہ کی کامیاب ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوا یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ کے بچے ہر حصہ

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نورالدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اصحاب بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات پورے اجزاء سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس دواخانہ نے **طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے کیونکہ** اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی**۔

اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں ملتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اسکی آمدنی

مدرسہ دایان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے

شفا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے

نوٹ :۔ ماء اللحم خاص خاص اور اروح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا۔ بہت مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل صرف نصف تولہ ۱۲ -

فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھئے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ مسیحی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد دس ہزار نہیں بچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا مالک خبر ملک التجار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار رہیگا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی سرتاپا مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار وں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر بوڑھوں کو دوبارہ جوان کر دیتی ہے اور کمزوروں کو جوانوں کا سا کر دیتی ہے اور خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو بجلی کی لاگت سے جاتا ہے چند روز کے صرف سے ان کو بالکل تندرست بنا دیتا ہے کہ ہر حوادث زمانہ اگر تلوار میں بھی مارے تو بھی پٹ کر بے آب ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالجوں کے پروفیسروں اور معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز اندر کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپیہ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کوئی بھی نتیجہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا ہے۔ انہیں کیپ کیپ تھہ زمانہ یا جوانی کی بے پروا حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عمل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکیلئے روح حیات بے حد لاجواب بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و ابری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کے لیے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لیے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بیجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جسپر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو مستانہ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے اور ہمارا روغن دافع سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری دفع کر کے معزز طاقت کو بحال کر دیتا ہے اور سے گئے گذرے مریض نامرد کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور پھر کسی اور دوا کے استعمال کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (ہے)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔